شھر ذی الحجہ

اور

قربانی

کے مسائل و احکام

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

مکتبۃ الحسینیؒ

شہرذی الحجہ

اور

قربانی

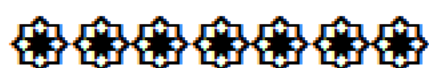
کے مسائل و احکام

افادات از :

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

کتاب کا نام	:	شہر ذالحجہ اور قربانی کے مسائل واحکام
افادات از	:	حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی
تعداد	:	۵۰۰

ملنے کا پتہ



طیبہ اسلامی مرکز

دوکان نمبر ۴ جامع مسجد رفاہ عام ملیر ہالٹ، کراچی

فون نمبر: 0333-3730428

فہرست



عشرہ ذی الحجہ

اللہ تعالیٰ کی بے بہا رحمت اور اس کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے بھولے اور بھٹکے ہوئے بندوں کو اپنے در پر پلٹنے اور اپنے دربار سے نوازنے کے مختلف بہانے مقرر فرمائے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے مطابق تمام انسانوں کو برابر پیدا نہیں کیا ،انبیا کرام علیہم السلام کو تمام بنی آدم میں خصوصی شرف عطا کیا،ان کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے مراتب اور درجات بلند فرمائے ،اسی طرح تمام جگہوں کو یکساں نہیں بنایا،کل روئے زمین میں جو مرتبہ حرم مکہ،حرم مدنی اور مسجد اقصیٰ کو حاصل ہے وہ کسی دوسری جگہ نہیں ،مساجد اور معابد کو جو عزت اور شرف عطا کیا اس سے عام زمین محروم ہے ،انسانوں اور جگہوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے زمانوں میں سے کچھ اوقات کو اپنے خاص قرب ،مغفرت اور بخشش کا ذریعہ بنایا ہے،ان اوقات میں سے سب سے اہم رمضان المبارک کا مہینہ ہے،اس کے بعد پھر ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کو خصوصی فضیلت عطا فرمائی ہے۔

۱) رسول ﷺ نے فرمایا کہ: تمام دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا للہ تعالی کو اتنا محبوب نہیں جتنا کہ عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالی کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے، اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں۔ (بخاری و ترمذی ج ۱ ص ۱۵۸)

۲) ان ایام کا خاص عمل: رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک ذی الحجہ کے دس دنوں سے زیادہ عظمت والا کوئی دن نہیں اور نہ ہی ان دنوں کے عمل سے اور کسی دن کا عمل زیادہ پسندیدہ ہے، لہذا تم لوگ ان دنوں میں تسبیح:

(سُبْحَانَ اللهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللهُ اَكْبَرُ) خوب کثرت سے کہا کرو۔ (طبرانی)

۳) نویں ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) کے روزے کے بارے میں، میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ (صغیرہ) معاف فرمادیں گے۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۶۷)

٤) بال اور ناخن: فخر دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ذالحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے اور تم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ عید تک بال اور ناخن نہ کاٹے، لیکن اگر ۴۰ دن سے زائد دن گذر جائیں تو پھر کاٹنا ضروری ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا کس قدر عظیم احسان ہے امت کو معاف کرنے اور نوازنے کے

بہانے ہیں، قربانی کرنے والے کو بال اور ناخن نہ کاٹنے کا حکم بظاہر اس لیے ہے کہ یہ آدمی حاجیوں کی مشابہت اختیار کرے اور جو انعام و اکرام حاجیوں والا ہے اس میں اس کا بھی حصہ ہو جائے ، اور جو منیٰ ،عرفات، مزدلفہ میں حجاج کرام پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہونے والا ہے اس میں سب کے سب شریک ہو جائیں۔

تکبیراتِ تشریق

نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز کے فوراً بعد سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد مرد حضرات کیلئے بآوازِ بلند اور خواتین کیلئے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ ان کلمات کا پڑھنا واجب ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ

اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۷۲)

مسئلہ : یہ تکبیرات نمازوں کے فوراً بعد کہی جائیں گی ۔ اگر انسان اس وقت کہنا بھول جائے یا جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کر لے جو نماز کے منافی ہوتا ہے یا کوئی بات زبان سے کر لے یا بھول کر مسجد سے نکل جائے تو اب یہ تکبیرات نہیں کہی جائیں گی، اور ان کی قضاء نہیں ہوتی، اب توبہ واستغفار کے ذریعے یہ کوتاہی بخشوانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مسئلہ: اگر کسی نماز کے بعد امام صاحب تکبیر کہنا بھول گئے تو ان کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ مقتدی خود ہی یہ تکبیرات کہنا شروع کر دیں۔

مسئلہ : امام کے سلام پھیرنے کے بعد جن مقتدیوں کی رکعتیں باقی رہ گئیں ہوں وہ ان کی ادائیگی کے بعد بآوازِ بلند یہ تکبیرات پڑھینگے ۔

فلسفہ قربانی

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے وہ جس وقت جو چاہے حکم دے اس کا کوئی حکم یا کسی چیز سے روکنا حکمت سے خالی نہیں ہے، بندے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے بتائے ہوئے حکم میں کسی علت اور وجہ کا مطالبہ کرے، اس نے اپنے سامنے نماز میں ہمیں جھکنے کا حکم دیا ہمارے ذمے اس کی اطاعت لازم ہے، اس نے ہمیں روزہ میں جائز اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا ہمارے لئے رکنے ہی میں خیر ہے، اس نے ہمیں اپنے پسندیدہ اور عمدہ مال میں سے اپنے دربار میں قربانی پیش کرنے اور خون بہانے کا حکم دیا، ہمیں دل و جان سے اس حکم کو قبول کرنا ہے اور اس کی رضا کے لیے اسے عملی جامہ پہنانا ہی ہے۔

قربانی کی حقیقت: عیدالاضحی میں قربانی کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ یہ تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے اور پھر رسول اکرم ﷺ نے بھی چونکہ یہ قربانی کی اس لیے یہ ہمارے دین کا بھی حصہ ہے۔

قربانی کا مطلب: قربانی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اللہ کی رضا اور خوشنودی کے سامنے ہم اپنی خواہشات کو، اپنے جذبات کو، غصہ کو محبت کو اور تمام احساسات کو اس کے حکم کے سامنے قربان کردیں۔

دیکھیں ابراہیمؑ سے اللہ نے قوم کی قربانی دلوائی، اللہ کی رضا کے لیے انھوں نے ملک شام کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ بے آب و گیاہ وادی کی طرف ہجرت فرمائی، وطن کو چھوڑا، اپنی قوم کو چھوڑا، اپنی زبان کو چھوڑا، والدین کو چھوڑا اور پھر بیت اللہ کے پاس بیوی اور شیر خوار بچے کو بھی

چھوڑنے کا حکم آ گیا اور پھر جب یہ بیٹا دست بازو بننے کے قابل ہوا تو اسے ذبح کر دینے کا حکم آ گیا، حضرت ابراہیمؑ گزشتہ حکموں کو بجالانے کی طرح اس عظیم حکم کو بھی بخوشی قبول کرنے کے لیے نہ صرف تیار ہو گئے بلکہ ذبح کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی، اور پھر اللہ تعالیٰ نے جنت سے مینڈھا بھجوایا اور وہ حضرت اسماعیلؑ کا بدل بن گیا۔

قربانی کا جانور اولاد کا نعم البدل ہے: اللہ کی حکمت بالغہ اور علم ازلی میں یہ بات بھی طے تھی کہ ابراہیمؑ کو اول بیٹے کے ذبح کا حکم دیا جائے گا اور پھر یہ حکم محبوب بیٹے سے پھیر کر مینڈھے کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ چاہتے تو براہ راست کسی جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیتے لیکن پہلے بیٹے کی قربانی کرنے کا حکم دیا یہ اس لیے تھا تا کہ قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتایا جا سکے کہ اگر اللہ کا حکم اولاد کو قربان کرنے کا بھی آ جائے تو تم گرگز رو لہٰذا دل میں اس قربانی کے جذبات رکھو کیونکہ اولاد بھی عطیہ خداوندی ہے، اگر وہ اپنی دی ہوئی چیز کو واپس لے لے یا قربان کرنے کا حکم دے تو آدمی کو ذرہ برابر تردد نہیں ہونا چاہیے توحید و ایمان کی تکمیل کا تقاضا یہی ہے۔

آج ہم اولاد کی تمنا پر اللہ کا حکم قربان کر دیتے ہیں: ذرا سوچیں تو سہی کہ اگر اولاد کی قربانی کا حکم اسی طرح برقرار رکھا جاتا تو کون صاحب دل لرزتے ہاتھوں اپنے بیٹے کو ذبح کرتا؟ یقیناً وہی کرتا جس کے دل میں اللہ کے حکم کی محبت اولاد کی محبت سے زیادہ ہوتی مگر اللہ نے ہمیں اس بڑی آزمائش سے بچا لیا، اور اچھے سے اچھے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا، اب ہم اپنی اولادوں کو تو نہیں قربان کر سکتے لیکن اُن کی ان ناجائز، حرام خواہشات کو قربان کر دیں، اولاد کی چاہتوں کو پورا کرنے

میں اگر اللہ کی نافرمانی ہورہی ہے تو پھر اللہ کے حکم کے سامنے اولاد کی اور اپنی تمام تمناؤں اور احساسات و جذبات کو قربان کر دیں، اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو ہرگز قربان نہ کریں۔

قربانی اور ہماری نیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَرُوِیَ عَنِ الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ"مَنْ ضَحّٰی طَیِّبَةً نَفْسُہٗ مُحْتَسِبًا لِاُ ضْحِیَتِہٖ کَانَتْ لَہٗ حِجَاباً مِنَ النَّارِ" (الترغیب والترھیب)

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے، کہ جو آدمی قربانی کرے گا اس طرح سے کہ قربانی کرتے وقت اندر سے اس کا جی خوش ہورہا ہو کہ میں اللہ کے راستے میں قربانی پیش کر رہا ہوں، اور اپنی قربانی پر ثواب کی امید بھی رکھتا ہو کَانَتْ لَہٗ حِجَاباً مِّنَ النَّارِ تو یہ قربانی اس کے اور جہنم کے بیچ میں حائل ہو جائے گی، رکاوٹ بن جائے گی۔ نبی پاک ﷺ نے اس حدیث میں دو باتیں ارشاد فرمائیں:

پہلی بات : "ایک آدمی جب قربانی کر رہا ہو تو اس موقع پر اس کا جی خوش ہو رہا ہو"، کوئی عمل اللہ کے سامنے جب انسان پیش کرے تو ایسا عمل اور ایسا ہدیہ پیش کرے کہ دربار خداوندی میں پیش کر کے بندے کا جی خوش ہو رہا ہو، اور یہ سمجھ رہا ہو کہ اے اللہ تیرا شکر

ہے تیرا احسان ہے، فضل ہے، کرم ہے، کہ تو نے مجھے اس عمل کی توفیق عطا فرمائی ہے،اس طرح سے خوش ہورہا ہو۔

دوسری بات : ''اس مبارک عمل کوادا کرتے وقت ثواب کی امید بھی رکھتا ہو''تو اللہ پاک اس جانورکواس کے اور جہنم کے درمیان رکاوٹ بنا دینگے،ایک دوسری حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ یہ جانور پل صراط پراس کے لئے سواری بن جائے گا۔

میرے عزیز دوستواور بزرگو''قربانی'' قرب سے لیا گیا ہے،اس کے اصل حروف ہیں''ق،ر،ب''**قرب**۔قرب کا معنیٰ کیا ہوتا ہے؟ قرب کا معنیٰ ہے قریب ہوجانا، گویا کہ یہ قربانی بندے کواللہ تبارک وتعالیٰ کے قریب کرتی ہے، لیکن کب؟ ...... جب یہ قربانی خالص اللہ کی رضاکے لئے ہو۔اور یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ جس طرح جاندار جسم اور روح سے مرکب ہے اگر روح جسم سے نکل جائے تو جسم بے کار ہوجاتا اسی طرح ہر نیک عمل کی ایک ظاہری شکل ہے جوجسم کی طرح ہےاورایک اس عمل میں نیک اوراچھی نیت ہے جوروح کی حیثیت رکھتی ہے۔مثلاً قربانی کے عمل کولیجیئے اس میں بھی دو چیزیں ہیں ایک تو قربانی کا جانورخریدنا اس کی خدمت کرنا،اور پھراس کوایام قربانی میں ذبح کرنا یہ قربانی کا ظاہری ڈھانچہ اوراس کی ظاہری شکل ہے،صرف یہی کافی نہیں بلکہ اس ظاہری شکل میں جو دوسری چیز ہے وہ اس کی روح ہے،روح کے بغیر جس طرح جسم بے کار ہوجاتا ہے اسی طرح روح کے بغیر قربانی کا عمل بھی بے کار ہوجاتا ہے۔اورقربانی کی روح نیک نیتی ہے اللہ کی رضا ہے،اللہ کی خوشنودی ہے،اسی سے اس مبارک عمل میں جان پڑے گی،اورقوت پیدا ہوگی اورپھر یہ جانور پل صراط پر بندے کے لیے سواری بنے گا،اوراگر یہ روح قربانی

کے اس عمل سے رخصت ہوگئی تو عمل بے جان ہو جائے گا،اس لیے قربانی کے موقع پر ہم بار بار اپنی نیتوں کو جانچتے رہیں، جانور خریدتے وقت بھی اللہ کی رضا کی نیت کریں جانور کی خدمت کرتے وقت بھی ذہن میں اس بات کو بٹھائیں کہ یہ عمل کیوں کر رہا ہوں .....اللہ کی رضا کے لیے کر رہا ہوں، بار بار اس نیت کو ذہن میں دھرائیں کیونکہ شیطان مردود ہمارے اعمال میں ریا کاری ڈال کر برباد کر دیتا ہے،اس لیے نیت کو بار بار رٹتو لتے رہیں، کہیں کوئی فتور نہ پیدا ہو جائے۔

جانور کی نمائش نہ کریں: یہ بات بھی اخلاص کے منافی ہے کہ خوب شدّ مد کے ساتھ جانور کی نمائش کی جائے اور ہر ایک کے سامنے اسکی قیمت کا تذکرہ کیا جائے ،اور بلا بلا کر لوگوں کو دکھایا جائے ،یا اس کی تصویریں اور موویاں بنا کر دوستوں کو دکھائی جائیں یا اس نیت فائدہ فاسدہ کے ساتھ کہیں کسی ایسی جگہ باندھیں جہاں بھر پور نمائش ہو یہ سب باتیں قربانی کی اصل روح کو برباد کر دیتی ہیں، ایک مبارک عمل میں کس قدر گناہ ہم نے جمع کر دیئے یہ نیکی برباد گناہِ لازم کا مصداق بن گیا، اس عمل کے ذریعے تو ہمیں اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہیے تھا مگر ہم اور اللہ سے دور ہو جائیں یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔آدمی کو یہ سوچنا چاہیے کہ جس مالک وخالق کی خوشنودی کے لیے یہ مبارک عمل کر رہا ہوں وہ راضی ہو جائے ،جتنی قیمت کا جانور بھی آیا ہے جس کے لیے قربانی کر رہا ہوں وہ جانتا ہے،اور جس کے لیے کر نہیں رہا اس کو بتانے کی ضرورت نہیں۔

گزشتہ بعض امتوں کی قربانیاں: گزشتہ امتوں میں جو قربانیاں ہوا کرتی تھیں ان قربانیوں میں اور ہماری اس امت میں جو قربانی ہے، دونوں میں

بڑا فرق ہے، گزشتہ امت میں جب کسی کو قربانی کا حکم ہوتا تو یہ حکم ہوتا تھا کہ اس قربانی والے جانور کو ایک میدان میں لا کر چھوڑ دو، اور انتظار کرو، آسمان سے ایک آگ آئے گی اور وہ آ کر اس جانور کو یا جو بھی نذرانہ ہوتا تھا اس کو کھا جائے گی، یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ اس آدمی کی قربانی اللہ پاک نے قبول کر لی ہے، اور اگر آسمان سے آگ نہ اترے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی ہے، اللہ پاک نے اس کی قربانی کو قبول نہیں کیا ہے، جب اللہ پاک نے اس کی قربانی کو قبول نہیں کیا ہے تو ممکن ہے کہ اس کا مال حلال اور پاکیزہ نہ ہو، اس لئے اللہ پاک اس کی قربانی قبول نہیں کر رہے، اور ممکن ہے اس کی نیت خالص نہ ہو، یہ دکھلاوے کے لئے قربانی کر رہا ہو، اس لئے اللہ پاک اس کی قربانی قبول نہیں کر رہے۔

امتِ محمدیہ پر اللہ کا فضل: اللہ پاک نے اس امت کے ساتھ کتنا ستاری والا معاملہ فرمایا ہے کہ نیت وہ عمل ہے کہ یہ جانے اور اس کا اللہ جانے، کسی کو معلوم نہیں ہے کیا نیت ہے، بس یہ تو جانور کو ذبح کر رہا ہے، خون بہا رہا ہے، نیت جو بھی ہو جانور کا خون تو بہر حال بہہ ہی جاتا ہے جانور تو ذبح ہو ہی جاتا ہے، یہاں پتہ نہیں چل پائے گا ،اس کا راز فاش نہیں ہو پائے گا کہ اس کی کیا نیت ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کے ساتھ کتنا ستاری والا معاملہ فرمایا ہے۔ اور اس کا مال حلال وطیب ہے کے نہیں یہ معاملہ بھی عام طور پر ظاہر نہیں ہو پاتا، لیکن اگر خدانخواستہ یہ حکم دے دیا جاتا کہ یہ جانور ایک میدان میں چھوڑ دو یا ذبح کر کے اس کا گوشت وہاں رکھ دو اور اگر آگ نے آ کر اس کو کھا لیا تو آپ کی قربانی اللہ کے یہاں قبول ہے اور اگر آگ نے نہیں کھایا تو مردود ہے، سب

کھرے اور کھوٹے کا پتہ چل جاتا کہ کس کا مال حلال ہے اور کس کی نیت میں فتور ہے، اگر قبول نہ ہوتی تو لوگوں کے سامنے کس قدر رسوائی ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی برکت سے اس امت کے ساتھ خصوصی فضل اور کرم والا معاملہ فرمایا۔

قربانی میں تمہارا ہی فائدہ ہے: پھر یہ بات بھی آپ ذہن نشین فرمالیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم سے مطالبہ تو کیا ہے کہ آپ جانور ذبح کیجیے لیکن آپ دیکھیں جانور ذبح تو کریں حکم دیا کے آپ اس جانور کہ گوشت کے تین حصہ کر دو اللہ پاک کو نہ اس کے گوشت کی ضرورت ہے، نہ خون کی ضرورت ہے، نہ کھال کی ضرورت ہے، بس آپ اس کے تین حصے کر دو، اور ایک حصہ آپ فقراء میں تقسیم کرینگے تو بھی آپ ہی کا فائدہ ہے آپ ہی کو ثواب ملے گا، کیونکہ جب کسی فقیر کے گھر میں گوشت جائے گا آپ ہی کو اجر اور ثواب ملے گا، دوسرا حصہ آپ رشتے داروں کو دیں، اس میں بھی تین فائدے ہیں:

۱) قرابت داری کا اجر ملے گا (۲) قربانی کا ثواب بھی پہنچے گا

(۳) حدیث پاک میں آتا ہے، کہ ہدیہ دیا کرو اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ آپ جب اپنے عزیز اور رشتے دار کے گھر گوشت کا ہدیہ لے کے جائیں گے تو آپس میں قرابت داری میں اضافہ ہوگا، تعلقات اور اچھے ہونگے، تعلقات اور بہتر سے بہتر ہوتے چلے جائیں گے، یہ بھی کس کا فائدہ ہے یہ بھی انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے، اور تیسرا حصہ بتایا کہ اس کو اپنے استعمال میں لاؤ یہ بھی انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے، اللہ پاک کا حکم ہوا کہ بس ذبح کر دو اور سارا کا سارا چاہو تو خود استعمال کرلو اور چاہو تو ان تین حصوں میں تقسیم کرلو جب بھی

تمہارا ہی فائدہ ہے۔

محترم سامعین جب ایک عمل جو کہ سو فیصد ہمارے ہی نفع کے لیے، ہمارے ہی فائدے کے لئے، ہماری ہی خیر اور بہتری کے لیے ہے، تو ہم بد نیتی سے اور نیت کو خراب کر کے اس عمل کو برباد نہ کریں، یاد رکھیں نیت کے متعلق تین طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں:

نیت کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں:

پہلی قسم: ایک مجمع وہ ہوتا ہے کہ جو عمل کر رہا ہوتا ہے، نیت خراب ہوتی ہے، اور جب نیت خراب ہوگئی اس عمل پر کوئی بھی اجر نہیں ملے گا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ کوئی عمل ایسا ہوتا ہے جو خالص آخرت کا عمل ہے، نماز آخرت کا عمل ہے لیکن اگر نیت خراب ہوگئی تو اب یہ خالص دنیا کا بن گیا، کچھ بھی اس پر اجر نہیں ملے گا، کوئی فائدہ نہیں ملے گا، اسی طرح سے صدقہ خالص آخرت کا عمل ہے، لیکن اگر نیت خراب ہوگئی اجر انسان کا ضائع ہو جائے گا۔

تو ایک نیت کے اعتبار سے وہ لوگ ہیں کہ جو خراب نیت کرتے ہیں، جس سے ان کا عمل خراب ہو جاتا ہے۔

دوسری قسم: دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جو اچھی نیت کرتے ہیں، یہ مجمع بھی بہت تھوڑا ہے، کہ جو خیر کا عمل کرتے وقت نیک نیت کرے، یعنی اچھی نیتکرے، ایک مباح عمل میں بھی اگر اچھی نیت کرینگے تو اجر ملے گا، مثلاً اپنی اولاد سے پیار و محبت میں بھی اگر سنت کی نیت کرے گا تو اجر ملے گا۔

تیسری قسم: اور ان دونوں سے زیادہ مجمع وہ ہوتا ہے جو بے نیت ہوتا ہے کوئی نیت

ہی نہیں ہوتی، خیر کا کام کرتے وقت، اچھا کام کرتے وقت کوئی نیت ہی نہیں ہوتی، اگر بے نیتی ہوئی تو اس پر بھی اجر اور ثواب نہیں ملے گا، اچھی نیت ہوگی اس پر اجر ملے گا، اور اگر بری نیت ہوگی تو اس سے عمل برباد ہو جائے گا۔ اچھی نیت پر اللہ تعالیٰ اجر دینگے اور پھر اس جانور کے ایک ایک بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی ملے گی، درجات بلند ہونگے، اور اس کا خون کا قطرہ زمیں پر نہیں گرے گا کہ بندے کی مغفرت اور بخشش ہو جائیگی۔ یہ کب ہے؟ کہ جب نیک نیتی سے کیا جائے۔ اور یہ جانور پل صراط پر سواری بنے گا، یہ کب بنے گا؟ کہ جب نیک نیتی سے کیا جائے۔ لہٰذا ہم اپنی نیتوں کو خالص کریں ابھی سے ہم اپنی نیتوں کو درست کرلیں۔ اور کیونکہ یہ قربانی کا مبارک عمل ہمیں کرنا ہی کرنا ہے تو نیتوں کو درست کرکے اس عمل کو اور بہتر اور اچھا بنالیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن ٥

قربانی کی فضیلت اور مسائل

(۱) رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرے کی وجہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضرت فاطمہؓ نے سوال کیا، یا رسول اللہ! کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لئے یعنی اہل بیت کے واسطے مخصوص ہے یا سب مسلمانوں کیلئے ہے؟ آپ نے

فرمایا یہ فضیلت ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے ہے(۲) نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ طریقہ تمہارے باپ ابراہیمؑ سے جاری ہے اور یہ ان کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم کو اس میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی! عرض کیا اون والے جانور یعنی بھیڑ، دنبہ کے ذبح پر کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے۔(۳) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی باوجود وسعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟ مقیم، بالغ، عاقل اور مالدار پر قربانی واجب ہے، مالدار سے مراد وہ شخص ہے جو نصابِ صدقۃ الفطر کا مالک ہو یعنی اسکی ملک میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی یا اشیاءِ ضرورت کے سوا کوئی چیز اتنی مالیت کی ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت یعنی تقریباً **30000** کو پہنچ جائے، یاد رکھنا چاہئے کہ ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹی وی، کپڑوں کے تین سے زائد جوڑے اور وہ تمام اشیاء جو محض زیب و زینت یا نمود و نمائش کیلئے گھروں میں رکھی رہتی ہیں ضرورت سے زائد ہیں، وجوبِ قربانی کیلئے ان سب اشیاء کی بھی قیمت لگائی جائے گی۔

مسئلہ: جس کے پاس رہائش کے مکان کے علاوہ دوسرا مکان یا ضرورت کے پلاٹ کے علاوہ اور پلاٹ ہے اس پر قربانی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس نہ سونا ہے نہ چاندی نہ نقدی نہ سامانِ تجارت لیکن گھر میں ضرورت سے زائد اشیاء مثلاً ٹی وی، ریڈیو وغیرہ اتنی ہیں کہ انکی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔

مسئلہ: قربانی کے وجوب کیلئے مال پر سال گزرنا شرط نہیں حتی کہ اگر کسی شخص کے پاس عیدوالے دن بھی مال بقدر نصاب آگیا تو اس پر قربانی واجب ہے۔

قربانی کے جانور : اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ۔ان اقسام میں سے ہر قسم کے جانور کی قربانی جائز ہے خواہ وہ نر ہو یا مادہ یا خصی ۔ان کے سوا کسی دوسرے جانور کی قربانی درست نہیں جیسے نیل گائے، ہرن، وغیرہ، اونٹ کی عمر کم از کم پانچ، گائے بھینس کی دو اور بھیڑ بکری کی ایک سال ہونا ضروری ہے، البتہ بھیڑ اور دنبہ اگر اس قدر فربہ ہوں کہ دیکھنے میں پورے سال کے معلوم ہوتے ہوں اس طور سے کہ انہیں سال کے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو دور سے دیکھنے والا ان میں امتیاز نہ کرسکے، تو سال سے کم عمر ہونے کے باوجود ان کی قربانی جائز ہے، بشرطیکہ چھ ماہ سے کم نہ ہوں، بقیہ جانوروں میں کم عمر کا جانور جائز نہیں (اگر چہ فربہ ہونے کے سبب بڑا معلوم ہوتا ہو) زائد عمر کا جانور جائز وافضل ہے۔جانور کے دانتوں کا گراہونا عمر پوری ہونے کی علامت ہےلہٰذا اگر عمر پوری ہواور دانت نہ گرے ہوں تو بھی اس کی قربانی جائز ہے۔

جانور کے حصوں کی تفصیل : قربانی کی کم از کم مقدار ایک چھوٹا جانور (بھیڑ بکری) یا بڑے جانور (اونٹ، گائے، بھینس) کا ساتواں حصہ ہے۔

مسئلہ: کسی کا حصہ ساتویں سے کم ہو تو شرکاء میں سے کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی، البتہ کسی بڑے جانور میں سات سے کم شرکاء ہیں تو سب کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: البتہ اگر بعض کی نیت عقیقہ کی ہے تو درست ہے، اسی طرح اگر بڑے جانور میں کسی مرتد، قادیانی، بددین کو شریک کرلیا تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی

کن جانور کی قربانی درست نہیں ہے؟ چونکہ قربانی کا جانور بارگاہ خدا میں پیش کیا جاتا ہے، اس لئے جانور بہت عمدہ اور موٹا تازہ صحیح سالم، عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے، حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیں، حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کی قربانی میں کن کن جانوروں سے پرہیز کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا چار طرح کے جانوروں سے پرہیز کرو (۱) وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو (۲) وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو (۳) ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو، (۴) ایسا دبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودہ نہ ہو (ترمذی) اس کے علاوہ (۵) جس کے کان کا تہائی حصہ کٹا ہوا ہو یا جس کا کان چرا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو (ترمذی) ان جانوروں کی بھی قربانی جائز نہیں (۶) جو بالکل اندھا ہو (۷) جس کی دم کٹ گئی ہو یا اس کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو (۸) جو تین پاؤں پر چلتا ہو اور چوتھا پاؤں نہ رکھتا ہو (۹) جس کے دانت نہ ہو (۱۰) جس کے سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں، البتہ جس کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اور عمر پوری ہو تو وہ جائز ہے (۱۱) گائے کے دو تھن اور بکری کا ایک تھن خراب ہو تو قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے، حضور ﷺ نے خود ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے۔

مسئلہ: اگر قربانی کا جانور خرید لیا اور اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، ہاں اگر غریب

آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی اور اس نے ثواب کے شوق میں جانور خریدلیا تھا تو اسی عیب دار جانور کی قربانی کردے۔

قربانی کا وقت : بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارھویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے، چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے افضل دسویں تاریخ، پھر گیارھویں پھر بارھویں ہے مگر بارھویں کے غروب آفتاب کے بعد قربانی جائز نہیں، دن اور رات دونوں میں قربانی کر سکتے ہیں لیکن دن میں کرنا افضل ہے۔ البتہ بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

غائب کی طرف سے قربانی: غائب کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر واجب قربانی کریں تو یہ درست نہیں اور اگر کسی جانور میں کسے غائب کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر تجویز کرلیا تو حصہ داروں کی قربانی بھی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: کئی مُردوں کے لئے قربانی کریں تو ہر ایک کے لیے جدا جدا حصہ رکھنا ضروری ہے، ایک حصہ ایک سے زائد میت کے لئے کافی نہیں ہے، البتہ اپنی طرف سے نفل قربانی کرکے اس کا ثواب ایک سے زیادہ مُردوں اور زندوں کو بخشنا درست ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک قربانی کا ثواب پوری امت کو بخشا تھا، گنجائش ہو تو مُردوں کے لئے ضرور قربانی کریں بڑے ثواب کا کام ہے، اس قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور فقراء اغنیاء بھی کھا سکتے ہیں لیکن اگر میت نے قربانی کی وصیت کی ہو تو اس کا گوشت صرف مستحقین زکوۃ ہی کو دیا جائے گا۔

مسئلہ: قربانی کرنے سے پہلے جانور کے بال کاٹ کر اور دودھ دوہ کر خود استعمال نہ

کرے، بلکہ صدقہ کردینا لازم ہے البتہ قربانی کے بعد بال کھال وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ مسئلہ: گھر میں ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے، ایک کی قربانی سب کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: قربانی صرف اپنی جانب سے واجب ہے، اپنی اولاد، بیوی، والدین کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں اگر ان لوگوں پر قربانی واجب ہے تو وہ خود اپنی اپنی طرف سے قربانی کریں یا گھر کے سربراہ کو وکیل بنا دیں، اور اپنے مرحوم والدین یا حضور ﷺ کی طرف سے قربانی درست ہے اور بڑا ثواب ہے لیکن اس سے ایسا کرنے سے اپنے ذمے سے قربانی ساقط نہیں ہوتی۔

ذبح کا طریقہ: جانور قبلہ رخ کرے، چھری تیز رکھے، ذبح کے علاوہ ہر ممکن کوشش کریں کہ جانور کو اذیت نہ ہو، از خود ذبح کرنا جانتا ہے تو خود ذبح کرے ورنہ کسی دوسرے سے کرائے لیکن مرتد، زندیق، قادیانی سے ذبح نہ کرائے کیونکہ ان کا ذبیحہ حرام ہے، اور آپ کی قربانی نہ ہوگی، لہذا قصاب کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: چھری پھیرنے کے بعد جان نکلنے سے پہلے اسکی گردن مروڑنا اور دل میں چھری گھونپنا درست نہیں، اس سے اجتناب کیا جائے۔ جانور کو لٹانے کے بعد یہ دعا پڑھیں: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ، ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَر پڑھیں اور ذبح کے بعد یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ

مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَام۔

گوشت اور کھال: مستحب ہے کہ گوشت کے تین حصے کریں، ایک حصہ خود رکھیں، ایک حصہ رشتہ داروں میں اور ایک حصہ فقراء میں تقسیم کریں، غیر مسلم کو بھی دے سکتے ہیں ، سارا گوشت اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں، کھال اپنے استعمال میں بھی لا سکتے ہیں اور کسی دوسرے کو بھی دے سکتے ہیں لیکن اگر فروخت کر دی یا ضائع کر دی تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ کھال کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا مصرف ہے۔ گوشت اور کھال قصاب کی اجرت میں دینا جائز نہیں۔

مسئلہ: حلال جانور میں سات چیزیں حرام ہیں (۱) بہتا خون (۲) نر جانور کی پیشاب گاہ (۳) کپورے (۴) مادہ کی پیشاب گاہ (۵) غدود (۶) مثانہ (۷) پتہ۔

عیدالاضحیٰ کی سنتیں

شریعت کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) حسب طاقت عمدہ کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو جلد اٹھنا (۷) نماز عید کے لئے بہت جلد آنا (۸) عیدالاضحیٰ میں صبح صادق کے بعد سے لے کر قربانی کے گوشت تک کچھ نہ کھانا یعنی اس دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت منہ میں جانا چاہیے، خواہ از خود قربانی کرے یا نہ کرے لیکن اس کو آدھے دن کا روزہ کہنا غلط ہے (۹) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا (۱۱) ایک

راستے سے عید گاہ میں جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۲) سواری کے بغیر پیدل عید گاہ میں جانا یہ کلمات کہتے ہوئے جانا۔ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ''

مسئلہ : عید کی نماز سے قبل نفل اشراق کے نہیں پڑھے جائیں گے، اور عید کی نماز کے بعد عید گاہ میں نہ پڑھیں جائیں، کو گھر آکر پڑھنا درست ہے۔ شب عید کو جاگ کر ذکر و تلاوت، درود شریف میں گزارنا مستحب ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن



FIKR-E-AKHIRAT

مکتبۃ الحسنین
نزد جامع مسجد رفاہ عام ملیر ہالٹ کراچی
0333-3730428

www.fikreakhirat.org